آیاتھا ۳۰ ﴿ سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ ٧٦ ﴾ رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، بخاری، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ تبارک الملک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے تفسیر میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تین آیات کے سوا تبارک الملک اہل مکہ کے بارے میں نازل کی گئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۨ ۝١ الَّذِيْ خَلَقَ
الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْغَفُوْرُ ۙ ۝٢ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ
مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝٣ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ
كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝٤ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ
الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ
السَّعِيْرِ ۝٥ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٦

''منزہ و برتر ہے وہ جس کے قبضہ میں (سب جہانوں کی) بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ جس نے پیدا کیا ہے موت اور زندگی کو تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔ اور وہی دائمی عزت والا، بہت بخشنے والا ہے۔ جس نے بنائے ہیں سات آسمان اوپر نیچے۔ تمہیں نظر نہیں آئے گا (خداوند) رحمٰن کی آفرینش میں کوئی خلل، ذرا پھر نگاہ اٹھا کر دیکھ، کیا تجھے کوئی رخنہ دکھائی دیتا ہے۔ پھر بار بار نگاہ ڈال لوٹ آئے گی تیری طرف (تیری) نگاہ ناکام ہو کر درآنحالیکہ وہ تھکی ماندی ہوگی۔ اور بے شک ہم نے قریبی آسمان کو چراغوں سے آراستہ کر دیا ہے اور بنا دیا ہے انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے دہکتی آگ کا عذاب۔ اور جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کا ان کے لیے عذاب جہنم ہے اور جہنم بڑی بری لوٹنے کی جگہ ہے''۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ضریس، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ میں سے ایک سورت ہے جس کی صرف تیس آیات ہیں، وہ آدمی کے لیے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اسے بخش دیا جائے گا۔ وہ ہے تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔(1)

امام طبرانی نے الاوسط میں ابن مردویہ اور الضیاء رحمہ اللہ نے المختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم میں ایک سورت ہے جو اپنے قاری کے بارے میں جھگڑا کرے گی۔ یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کرا دے گی۔ اور وہ یہی مذکورہ سورت ہے۔(2)

ترمذی، حاکم، ابن مردویہ، ابن نصر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کسی نے قبر پر خیمہ لگا دیا اور وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ قبر ہے۔ پس اچانک کوئی انسان سورۂ ملک پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے مکمل سورت ختم کر دی۔ پھر وہ صحابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سورۃ المانعہ ہے، یہ منجیہ ہے، یہ اسے عذاب قبر سے نجات دلا دے گی۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ تبارک یہ عذاب قبر کو روکنے والی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت رافع بن خدیج اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ پر سورۂ تبارک مکمل سورت ایک ہی بار نازل کی گئی اور یہ تیس آیات ہیں۔ اور فرمایا: یہ قبروں میں عذاب کو روکنے والی ہے۔ بے شک قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ کا نماز میں پڑھنا ایک تہائی قرآن کریم پڑھنے کے برابر ہوتا ہے۔ اور نماز میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝ کی قراءت چوتھائی قرآن پڑھنے کے برابر ہوتی ہے۔ اور نماز میں اِذَا زُلْزِلَتِ کی قراءت نصف قرآن پڑھنے کے مساوی ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید نے مسند میں اور یہ الفاظ انہی کے ہیں، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو فرمایا: کیا میں تجھے ایک حدیث کے تحفہ طور پر نہ دوں جس کے ساتھ تو خوش ہو جائے؟ تو اس نے عرض کی: بے شک۔ تو آپ نے فرمایا: یہ سورت پڑھو تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ اور یہ سورت اپنے اہل و عیال، اپنے تمام بچوں، اپنے گھر کے بچوں اور اپنے پڑوسیوں کو سکھاؤ (اس کی انہیں تعلیم دو) کیونکہ یہ نجات دلانے والی ہے اور قیامت کے دن اپنے قاری کے لیے اپنے رب کے پاس جھگڑنے والی ہے۔ اور یہ اسے تلاش کرے گی تاکہ اسے جہنم کے عذاب سے نجات دلائے اور اس کے سبب اس کا قاری عذاب قبر سے بھی نجات پا جائے گا۔ فرمایا کہ رسول اللہ

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 151 (2891)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 270 (11430)، دار الفکر بیروت

3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 151 (2890)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ سورت میری امت کے ہر فرد کے دل میں موجود ہو۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں میں سے جو تم سے پہلے تھے ایک آدمی تھا جب وہ مرا تو اس کے ساتھ کتاب اللہ میں سے تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ کے سوا کوئی شے نہ تھی۔ سو جب اسے اس کی قبر میں رکھ دیا گیا، تو اس کے پاس فرشتہ آیا تو یہ سورت اس کے سامنے حائل ہوگئی تو فرشتے نے اسے کہا: بلاشبہ تو کتاب اللہ میں سے ہے اور میں تجھے پھاڑنا ناپسند کرتا ہوں۔ اور میں نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں، نہ تیرے لیے، نہ اس کے لیے اور نہ ہی اپنے لیے، اگر تو اس کا ارادہ رکھتی ہے تو تو رب کریم کے پاس چلی جا اور وہاں اس کی شفاعت و سفارش کر۔ چنانچہ یہ سورت رب کریم کے پاس جائے گی۔ اور عرض کرے گی: اے میرے رب! فلاں نے تیری کتاب میں سے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ اس نے میری تعلیم حاصل کی اور میری تلاوت کی۔ کیا تو اسے آگ کے ساتھ جلا دے گا اور اسے عذاب دے گا حالانکہ میں اس کے پیٹ میں ہوں؟ پس اگر تو ایسا کرنے والا ہے تو پھر مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ تو رب کریم فرمائے گا: خبردار سن! میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو غصے میں ہے۔ تو یہ سورت جواباً عرض کرے گی: غضب ناک ہونا میرا حق ہے۔ پھر فرمائے گا: تو جا میں نے اسے تیرے لیے بخش دیا اور اس کے حق میں تیری شفاعت قبول فرمائی۔ پس سورۃ الملک آئے گی اور وہ پراگندہ حال نکل جائے گا۔ اور اس کی طرف سے کوئی شے اس پر وارد نہیں ہوگی۔ پھر یہ سورت آئے گی اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دے گی۔ اور پھر کہے گی مرحبا اس منہ کے ساتھ اس نے کئی بار میری تلاوت کی۔ مزید کہے گی: مرحبا یہ سینہ کئی بار اس نے مجھے یاد کیا اور مرحبا یہ دونوں قدم جنہوں نے میرے ساتھ کئی بار قیام کیا اور یہ سورت اس کی قبر میں اس پر وحشت اور خوف کے خطرے کے پیش نظر اس کے ساتھ غم خواری کرتی رہے گی''۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی، کوئی چھوٹا، بڑا اور کوئی آزاد اور غلام باقی نہ رہا مگر ہر ایک نے اسے پڑھ لیا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے المنجیہ کا نام دیا۔

امام ابن ضریس، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی کو قبر میں لایا جائے گا اور اسے اس کے پاؤں کی جانب سے لایا جائے گا تو اس کی ٹانگیں کہیں گی: تمہارے لیے میری جانب پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ ہم پر سورۂ ملک پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا تھا۔ پھر اسے اس کے سینے کی جانب سے لایا جائے گا۔ تو وہ کہے گا: تمہارے لیے میری جانب پر کوئی قدرت نہیں ہے کیونکہ اس نے مجھ میں سورۃ الملک کو محفوظ کیا ہے۔ پھر اسے اس کے سر کی جانب سے لایا جائے گا تو وہ کہے گا: تمہارے لیے میری جانب پر کوئی قدرت نہیں ہے کیونکہ یہ میرے ساتھ سورۂ ملک پڑھتا تھا۔ پس یہ سورۃ المانعہ ہے۔ یہ عذاب قبر کو روکتی ہے اور یہی سورۂ ملک تورات میں ہے۔ جس نے اسے رات کے وقت پڑھا تحقیق اس نے کثیر اور خوب اچھا پڑھا۔(2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم اس

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 270 (11429)، دارالفکر بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 540 (3839)، دارالکتب العلمیہ بیروت

سورت کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں المانعہ کا نام دیتے تھے۔ اور بے شک کتاب اللہ میں یہ سورۃ الملک ہے۔ جو رات کے وقت اسے پڑھے گا تحقیق اس نے بہت زیادہ اور خوب اچھا پڑھا۔(1)

امام ابوعبید اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں مرہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میت (مرنے والا) جب مر جائے تو اس کے ارد گرد آگ روشن کی جاتی ہے اور وہ آگ ہر اس آگ کو کھا جاتی ہے جو اس کے قریب ہوگی۔ اگر اس کا کوئی ایسا عمل نہ ہوا جو اس کے اور اس آگ کے درمیان حائل ہو۔ اگر آدمی مرا اور اس نے تیس آیات والی سورت (سورۂ ملک) کے سوا قرآن نہیں پڑھا۔ تو وہ اس کے سر کی جانب سے اس کے قریب آئے گی اور آکر کہے گی: بے شک یہ آدمی مجھے پڑھتا تھا۔ پھر اس کے پاؤں کی جانب سے آئے گی اور کہے گی: بے شک یہ میرے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔ پھر اس کے پیٹ کی جانب سے آئے گی اور کہے گی: بے شک اس نے مجھے محفوظ کیا تھا۔ پھر وہ اسے نجات دلا دے گی۔ فرمایا: میں نے اور مسروق نے مصحف میں دیکھا تو ہم نے سورۂ تبارک کے سوا کوئی تیس آیات والی سورت نہ پائی۔

امام دارمی اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت مرہ رحمہ اللہ سے یہی روایت مرسل ذکر کی ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے: بے شک قرآن کریم میں ایک سورت ہے جو اپنے قاری کے بارے میں قبر میں مجادلہ کرتی ہے۔ اس کی تیس آیات ہیں جب انہوں نے غور سے دیکھا تو انہوں نے اتنی آیات کا حامل سورۂ تبارک کو پایا۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو اٹھایا جائے گا جس نے کوئی گناہ بھی نہ چھوڑا ہوگا مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا تھا۔ اور اس نے ایک سورت کے سوا قرآن میں سے کچھ نہیں پڑھا تو اسے جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ تو اس کے پیٹ سے شہاب کی طرح کوئی چیز اڑے گی۔ اور کہے گی: اے اللہ! بلاشبہ تو نے مجھے اپنے نبی علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ تیرا یہ بندہ مجھے پڑھتا رہا۔ پس یہ مسلسل شفاعت کرتی رہے گی یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کرا دے گی۔ اور وہ سورت منجیہ (نجات دلانے والی) ہے یعنی تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ۔(2)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نماز جمعہ میں سورۂ الجمعہ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ (الاعلیٰ) اور جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ (السجدہ) اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ پڑھا کرتے تھے۔(3)

امام دیلمی نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں کتاب اللہ میں ایک ایسی سورت پاتا ہوں جس کی تیس آیات ہیں۔ جو کوئی سوتے وقت اسے پڑھے گا اس کے لیے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، تیس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے تیس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ملائکہ میں سے ایک

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 270 (11431)، دار الفکر بیروت 2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 467 (8778)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 79 (5252)، دار الکتب العلمیہ بیروت

فرشتہ اس کی طرف بھیجتا ہے جو اس پر اپنے پر پھیلا دیتا ہے۔اور وہ ہر شے سے اس کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ آدمی بیدار ہو جاتا ہے۔اور وہ سورۂ مجادلہ ہے جو اپنے قاری کے لیے قبر میں جھگڑتی ہے۔اور وہ سورۂ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔(1)

امام دیلمی نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ مرا، اس کے گناہ بہت زیادہ تھے اور وہ اپنے آپ پر انتہائی زیادتی اور ظلم کرنے والا تھا۔پس جب اس کی قبر میں عذاب اس کے پاؤں کی جانب سے یا اس کے سر کی جانب سے اس کی طرف متوجہ ہوا، تو وہ سورت آ گئی جس میں غیظ وغضب تھا اور عذاب سے آ کر جھگڑنے لگی کہ یہ آدمی میری محافظت کرتا تھا اور میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ جو مجھ پر مواظبت کرے گا وہ اسے عذاب نہیں دے گا۔پس اس کے سبب عذاب اس سے پھر گیا۔مہاجرین وانصار اس سورت کو پڑھتے اور سمجھتے تھے اور کہتے تھے۔جنہوں نے اسے نہ سیکھا وہ خسارے میں ہیں اور وہ سورۂ ملک ہے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت مرہ ہمدانی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی اپنی قبر کی اطراف سے لایا جائے گا۔اور قرآن کریم میں سے ایک سورۂ کی آیات تیس ہیں۔وہ اس کے بارے جھگڑتی رہے گی یہاں تک کہ عذاب قبر کو اس سے روک دے گی۔سو میں نے اور مسروق نے دیکھا تو سورۂ تبارک کے سوا اور کوئی ایسی سورت نہ پائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الصباح رحمہ اللہ کی سند سے عبد العزیز سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی قرآن کریم کی ایک سورت کی شفاعت کے سبب جنت میں داخل ہوگا اور اس کی صرف تیس آیات ہیں۔وہ اس کو عذاب قبر سے نجات دلائے گی اور وہ سورۂ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ (السجدہ) اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کی تلاوت فرماتے تھے اور سفر وحضر میں اسے نہ چھوڑتے تھے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ چند کلمات ہیں میں جس آدمی نے اپنی وفات کے وقت وہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔اور وہ یہ ہیں۔"لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ" تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱﴾ تین مرتبہ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ﴿۱﴾۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کے تحت حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے موت کے ذکر اس کے لیے تیاری اور اس سے خوف و پرہیز کے اعتبار سے تم میں سے کون موت کے لیے زیادہ حسین ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو موت کے سبب ذلیل کر دیا ہے۔

1۔الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 63-62 (179)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 408 (10788)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس نے دنیا کو دار حیات پھر دار موت بنایا ہے اور اس نے آخرت کو پہلے دار جزا اور پھر دار بقا بنایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ ارشاد کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ زندگی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو [illegible] ہے اور موت [illegible] ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت [illegible] سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت کو چتکبرے مینڈھے کی صورت میں تخلیق فرمایا [illegible] حالانکہ وہ سیاہ اور سفید رنگ کے ساتھ چھپا ہوا ہے۔ اس کے چار پر ہیں۔ ایک پر عرش کے نیچے ہے ایک پر ثری میں ہے ایک پر مشرق میں ہے اور ایک پر مغرب میں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا کا معنی ہے کہ ساتوں آسمان بعض بعض کے اوپر ہیں یعنی (تہ درتہ) ابن منذر نے ابن جریج سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ کے تحت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق باہم متفاوت نہیں اور مفاوت کا معنی ہے جدا جدا کرنے والا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَفٰوُتٍ کا معنی اختلاف ہے اور فُطُوۡرٍ۝ سے مراد خلل ہے۔ اور خَاسِئًا کا معنی ہے ذلیل وخوار ہوکر۔ اور وَّ ہُوَ حَسِیۡرٌ۝ کے بارے فرمایا: یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تفاوت اور خلل نہیں دیکھے گی۔ (1)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مِنۡ تَفٰوُتٍ کو من تفوت پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح قرأت کرتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ مِنۡ تَفٰوُتٍ کا معنی دراڑ ہے۔ اور فُطُوۡرٍ۝ کا معنی پھٹنا ہے۔ خَاسِئًا کا معنی ذلیل اور حَسِیۡرٌ۝ کا معنی تھکی ماندی ہے۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فُطُوۡرٍ۝ کا معنی بوسیدہ اور کمزور ہونا ہے۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فُطُوۡرٍ۝ کا معنی خلل ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فُطُوۡرٍ۝ سے مراد پھٹنا اور خلل پڑنا ہے اور یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا کا معنی ہے آنکھ تیری طرف ذلیل وخوار ہوکر لوٹ آئے گی۔ وَّ ہُوَ حَسِیۡرٌ۝ فرمایا وہ تھک جائے گی اور کوئی شے نہیں دیکھ سکے گی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خَاسِئًا کا معنی ذلیل اور وَّ ہُوَ حَسِیۡرٌ۝ کا معنی ہے اور وہ واپس لوٹ آئے گی۔ (3)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 326 (3262-63-64)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت　　3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 7

42/

إِذَآ أُلْقُوا۟ فِيهَا سَمِعُوا۟ لَهَا شَهِيقًا وَهِىَ تَفُورُ ﴿٧﴾ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ ٱلْغَيْظِ ۖ
كُلَّمَآ أُلْقِىَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ﴿٨﴾ قَالُوا۟ بَلَىٰ قَدْ
جَآءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ ٱللَّهُ مِن شَىْءٍ ۚ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِى
ضَلَـٰلٍ كَبِيرٍ ﴿٩﴾ وَقَالُوا۟ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِىٓ أَصْحَـٰبِ
ٱلسَّعِيرِ ﴿١٠﴾ فَٱعْتَرَفُوا۟ بِذَنۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّأَصْحَـٰبِ ٱلسَّعِيرِ ﴿١١﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ
يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِٱلْغَيْبِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١٢﴾ وَأَسِرُّوا۟ قَوْلَكُمْ
أَوِ ٱجْهَرُوا۟ بِهِۦٓ ۖ إِنَّهُۥ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ﴿١٣﴾ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ
وَهُوَ ٱللَّطِيفُ ٱلْخَبِيرُ ﴿١٤﴾

''جب وہ اس میں جھونکے جائیں گے تو اس کی زوردار گرج سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا مارے غضب کے پھٹا چاہتی ہے جب بھی اس میں کوئی جتھا جھونکا جائے گا تو ان سے دوزخ کے محافظ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا، پس ہم نے اس کو جھٹلایا اور ہم نے اس کو (صاف صاف) کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو کوئی چیز نہیں اتاری۔ تم لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو۔ وہ کہیں گے کاش! ہم (ان کی نصیحت کو) سنتے اور سمجھتے تو (آج) ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پس (اس روز) اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے۔ تو پھٹکار ہو اہل جہنم پر۔ بے شک جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لیے (اللہ کی) مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ تم اپنی بات آہستہ کہو یا بلند آواز سے (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) بے شک وہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔ (نادانو!) کیا وہ نہیں جانتا (بندوں کے احوال کو) جس نے (انہیں) پیدا کیا ہے۔ وہ بڑا باریک بین، ہر چیز سے باخبر ہے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ شَهِيقًا کا معنی چیخ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت یحییٰ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی کو آتش جہنم کی طرف کھینچا جائے گا تو وہ آگ سکڑ جائے گی اور اس کے بعض حصے بعض میں منقبض ہو جائیں گے۔ تو رحمٰن اس سے فرمائے گا: تجھے کیا ہوا ہے؟ تو وہ عرض کرے گی بے شک وہ مجھ سے حیا کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے کو چھوڑ دو۔ مزید فرمایا: بے شک ایک بندے کو آگ کی طرف کھینچا جائے گا۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! تیرے بارے میں میرا یہ گمان نہیں تھا۔ تو رب کریم ارشاد فرمائے گا: تیرا کیا گمان تھا؟ تو وہ عرض کرے گا: میرا گمان یہ تھا کہ تیری رحمت مجھے ڈھانپ لے گی۔ تو رب کریم فرمائے گا:

میرے بندے کو چھوڑ دو۔ مزید فرمایا: بے شک ایک آدمی کو آگ کی طرف کھینچا جائے گا۔ تو وہ آگ اس کی طرف چیختے ہوئے آئے گی جس طرح خچر جو کی طرف بڑھتی ہے۔ پھر وہ شدید آواز نکالنے لگی گی اور خوفزدہ ہوئے بغیر کوئی باقی نہیں رہے گا۔

امام ہناد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے وَّهِيَ تَفُوْرُ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جہنم ان کے ساتھ اس طرح ابل پڑے گی جیسے تھوڑے سے دانے زیادہ پانی میں ابلتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ تَمَيَّزُ کا معنی ہے وہ پھٹ جائے گی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ تَكَادُ تَمَيَّزُ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قریب ہے وہ آپس میں جدا جدا ہو جائے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَسُحْقًا کا معنی دوری ہے (اہل جہنم کے لیے)(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے فَسُحْقًا کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا معنی بعد اور دوری ہے۔ انہوں نے پوچھا: کیا اہل عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہیں سنا ہے؟

اَلَامَنْ مُبَلِّغٌ عَنِّىْ اُبَيًّا فَقَدْ اُلْقِيْتَ فِىْ سُحْقِ السَّعِيْرِ

"خبردار سنو! کون میری طرف سے ابی کو یہ پیغام پہنچائے گا کہ تجھے جہنم کے انتہائی گہرے (گڑھے میں) پھینکا جائے گا"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سحق جہنم میں ایک وادی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت علی اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۲﴾ سے مراد جنت ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿۱۷﴾ وَ لَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 10

قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ
يَقْبِضْنَ ؔ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ
هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ
اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ
لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ
يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ
لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ
الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا
نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قِيْلَ
هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَ مَنْ
مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ
الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾

’’وہی تو ہے جس نے نرم کردیا ہے تمہارے لیے زمین کو پس (اطمینان سے) چلو اس کے راستوں پر اور کھاؤ اس کے (دیئے ہوئے) رزق سے۔ اور اسی کی طرف تم کو (قبروں سے) اٹھ کر جانا ہے۔ کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے کہ وہ تمہیں زمین میں غرق کردے اور وہ زمین تھر تھر کانپنے لگے۔ کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے کہ وہ بھیج دے تم پر پتھر برسانے والی ہوا۔ تب تمہیں پتہ چلے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہوتا ہے۔ اور جو لوگ اس سے پہلے گزرے انہوں نے بھی جھٹلایا (خود دیکھ لو) کہ (ان پر) میرا عذاب کتنا سخت تھا۔ کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر (اڑتے) کبھی نہیں دیکھا پر پھیلائے ہوئے اور کبھی پر سمیٹ بھی لیتے ہیں۔ نہیں روکے ہوئے انہیں کوئی (فضا میں) بجز رحمٰن کے۔ بے شک وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔ (اے منکرو!) کیا تمہارے پاس کوئی ایسا لشکر ہے جو تمہاری مدد کرے (خداوند) رحمٰن کے علاوہ۔ بے شک منکرین

دھوکا میں مبتلا ہیں۔ کیا کوئی ایسی ہستی ہے جو تمہیں رزق پہنچا سکے اگر اللہ تعالیٰ اپنا رزق بند کر لے، لیکن یہ لوگ سرکشی اور حق سے نفرت میں بہت دور نکل گئے ہیں۔ کیا وہ شخص جو منہ کے بل گرتا پڑتا چلا جا رہا ہے وہ راہ راست پر ہے یا جو سیدھا ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ آپ فرمایئے وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے۔ (لیکن) تم بہت کم شکر کیا کرتے ہو۔ آپ فرمایئے اسی نے تم کو پھیلا دیا ہے زمین میں اور (روز حشر) تم اسی کے پاس جمع کیے جاؤ گے۔ (کفار از راہ مذاق) پوچھتے ہیں کہ (بتاؤ) یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔ آپ فرمایئے (اس کا) علم تو اللہ ہی کے پاس ہے، میں تو محض واضح طور پر خبردار کرنے والا ہوں۔ پھر جس وقت اسے قریب آتے دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا کہ یہ ہے جس کا تم بار بار مطالبہ کرتے تھے۔ آپ فرمایئے (اے منکرو!) ذرا غور تو کرو اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں ان کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے تو کون بچا لے گا کافروں کو دردناک عذاب سے۔ فرمایئے وہ (میرا خالق) بڑا ہی مہربان ہے ہم اسی پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہم نے توکل کیا ہوا ہے۔ پس عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کھلی گمراہی میں کون ہے"۔

ابن منذر اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مَنَاكِبِهَا سے مراد زمین کے پہاڑ ہیں۔(1)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مَنَاكِبِهَا سے مراد زمین کی اطراف ہیں۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بشر بن کعب نے یہ آیت پڑھی: فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا اور اپنی کنیز کو فرمایا: اگر تو یہ بتا دے کہ زمین کے مناکب کیا ہے تو تو اللہ کی رضا کی خاطر آزاد ہے۔ تو اس نے بتایا: زمین کے مناکب سے مراد اس کے پہاڑ ہیں۔ پھر انہوں نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا: جو چیز تجھے شک میں ڈالتی ہے اسے چھوڑ کر ایسی شے کو اپنا لے جو تجھے شک میں مبتلا نہ کرے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَنَاكِبِهَا سے مراد زمین کی اطراف اور اس کے پہاڑی درے ہیں۔(3)

امام خطیب نے تاریخ میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جس کی داڑھ میں درد ہو وہ اپنی انگلی اس پر رکھے اور یہ آیت پڑھے: قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۝۔(4)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے الافراد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی کو اپنی داڑھ میں درد ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنی انگلی اس پر رکھے اور سات مرتبہ یہ دونوں آیتیں پڑھے: وَ هُوَ الَّذِیْۤ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29 صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ تاریخ بغداد للخطیب، جلد 9 صفحہ 54 (4637)، المکتبۃ العربیۃ بغداد

اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ۝۹۸ (انعام) اور قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۝۲۳ تو وہ باذن اللہ تعالیٰ صحیح اور تندرست ہو جائے گا۔

امام طبرانی، ابن عدی، بیہقی نے شعب الایمان میں اور حکیم ترمذی رحمہم الہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پیشہ ور مومن بندے کو پسند کرتا ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پیشہ ور بندے کو پسند کرتا ہے۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن مرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک قوم کے پاس سے گزرے اور فرمایا کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم توکل کرنے والے ہیں۔ تو پھر فرمایا: تو پھر کھانے والے ہو۔ بے شک متوکل وہ آدمی ہے جس زمین کی مٹی میں دانہ پھینک دیا اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ۝۱۶ کے بارے کہا: زمین کے بعض حصوں کا بعض پر حرکت کرتے ہوئے چڑھ جانا اور اس کا گھومنا، چکر کاٹنا۔ اور ارشاد ربانی اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ کے بارے فرمایا کہ پرندے اپنے پروں کو پھیلاتے ہیں۔ وَّ یَقْبِضْنَ فرمایا: وہ اپنے پروں کو (پہلوؤں کے ساتھ) مارتے ہیں۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ۝۲۰ کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ غرور سے مراد باطل ہے۔ یعنی وہ باطل میں ہیں۔ تو نافع نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہیں سنا:

تَمَنَّتْکَ الْاَمَانِیُّ مِنْ بَعِیْدٍ وَقَوْلُ الْکُفْرِ یُرْجِعُ فِیْ غُرُوْرٍ

''تو نے بعید از حقیقت تمناؤں اور آرزوں کا قصد کیا ہے۔ اور قول کفر غرور (باطل) میں لوٹا دیتا ہے''۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ۝۲۱ سے مراد ضلال اور گمراہی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ۝۲۱ سے مراد بہت شدید کفر میں ہونا ہے۔ اور مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ کا مفہوم بھی ضلالت ہے۔ یعنی کیا وہ جو گمراہی اور ضلالت میں چلتا ہے۔ اور صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝۲۲ سے مراد الحق المستقیم ہے یعنی راہ حق سیدھی راہ۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُكِبًّا سے مراد گمراہی ہے۔ اور سَوِیًّا سے ہدایت پانے والا مراد ہے۔ یعنی کیا وہ جو چلتا ہے ہدایت پاتے ہوئے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 88 (1237)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 123، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 12، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 14

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَفَمَنۡ یَّمۡشِیۡ مُکِبًّا عَلٰی وَجۡہِہٖۤ سے مراد وہ کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا عمل کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے منہ کے بل اٹھائے گا۔ اَمَّنۡ یَّمۡشِیۡ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۲۲﴾ یعنی وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا عمل کرتا رہا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی اطاعت پر ہی اٹھائے گا۔ اور فَلَمَّا رَاَوۡہُ کے بارے فرمایا: کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھیں گے۔ زُلۡفَۃً سِیۡٓـَٔتۡ وُجُوۡہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی جانب سے جس ذلت و رسوائی کو وہ دیکھیں گے، اس کے سبب ان کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَمَّا رَاَوۡہُ زُلۡفَۃً کا معنی ہے جب وہ اس کے قریب ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے تَدَّعُوۡنَ ﴿۲۷﴾ کو مخفف پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوبکر بن عیاش سے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے تَدَّعُوۡنَ ﴿۲۷﴾ کو مشدد پڑھا ہے۔ اور ابوبکر نے کہا کہ تَدَّعُوۡنَ ﴿۲۷﴾ کا مفہوم جلدی طلب کرنا ہے۔ یعنی یہ ہے وہ جس کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کرتے تھے۔

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُکُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ یَّاۡتِیۡکُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ ﴿۳۰﴾

''آپ پوچھئے اگر کسی صبح تمہارا پانی زمین کی تہہ میں اتر جائے تو تمہیں میٹھا صاف پانی کون لا دے گا؟''۔

امام ابن منذر اور فاکہی نے ابن کلبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت بئر زمزم اور بئر میمون بن حضرمی کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ دور جاہلیت کے کنویں تھے۔ فاکہی نے کہا ہے کہ مکہ مکرمہ کے کنویں بہت جلد نیچے اتر جاتے تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُکُمۡ غَوۡرًا کا معنی ہے اگر تمہارا پانی زمین میں داخل ہو جائے۔ فَمَنۡ یَّاۡتِیۡکُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ ﴿۳۰﴾ تو تمہیں جاری پانی کون لا دے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمایا کہ معنی ہے اگر تمہارا پانی زمین میں لوٹ جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ غَوۡرًا کا معنی ہے ذاہبا۔ یعنی جانے والا اور بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ سے مراد جاری پانی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ ﴿۳۰﴾ سے مراد ظاہر پانی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما دونوں سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ ﴿۳۰﴾ سے مراد میٹھا پانی ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 28-327 (3268-69-70)، دار الکتب العلمیہ بیروت